انشائے ماجد یا لطائف ادب' مولانا عبدالماجد دریابادی۔ ناشر: ادارہ علم وفن' ۱۰۸-بی' الفلاح ہاؤسنگ پراجیکٹ' کراچی۔ صفحات: ۵۸۴۔ قیمت: ۲۵۰ روپے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی معروف مفسر قرآن' صحافی اور انشا پرداز تھے۔ تقریباً چار عشرے قبل انھوں نے اپنے ادبی مضامین شائع کیے تھے۔ زیرنظر ادبی تحریروں میں تنقیدی مقالات بھی ہیں' بعض کتابچوں کے دیباچے اور مقدمے' بعض کتابوں پر تبصرے' اور چند نثری مضامین اور متعدد نامور شخصیتوں کے بارے میں فنیاتی مضامین بھی ہیں اور آخر میں مولانا دریابادی کے خطوط۔ گو ان تحریروں کا زیادہ تر تعلق اردو زبان و ادب کے مختلف پہلوؤں' کتابوں اور مشاہیر سے ہے' مگر ان میں معاشرتی و اخلاقی اور ملّی پہلو بھی نمایاں ہیں۔

مولانا دریابادی مسلمہ طور پر ایک بلند پایہ ادیب اور انشا پرداز تھے۔ ان کی یہ تحریریں ادبی اور تنقیدی اعتبار سے وقعت رکھتی ہیں۔ وہ ایک مخصوص اسلوب کے مالک تھے۔ ایک مثبت اور تعمیری نقطۂ نظر مولانا دریابادی کی تحریروں کا طرۂ امتیاز ہے۔ انھوں نے اپنی قلمی کاوشوں خصوصاً ''سچ''' ''صدق'' اور ''صدق جدید'' کے ذریعے ایک طویل عرصے تک ملت کی اصلاح احوال کی کوشش کی۔ اردو ادب کے طلبہ کے لیے خاص طور پر زیرنظر مجموعے میں افادیت کا پہلو بہت نمایاں ہے (ر-ہ)۔

مغربی جمہوریت اور اسلام (اقبال کا نقطۂ نظر)' پروفیسر ڈاکٹر محمود علی ملک۔ ناشر: بزم اقبال' ۲ کلب روڈ' لاہور۔ صفحات: ۳۱+۴۰۔ قیمت: ۵۰ روپے۔

جمہوریت کو عصر حاضر میں سب سے پسندیدہ نظام حکومت قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس میں ''بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے''۔ مغربی جمہوریت میں پارلیمان کی کامل خودمختاری ایک اہم اصول ہے مگر: ''اسلامی نظام حکومت میں پارلیمان کی مکمل خودمختاری کا کوئی تصور نہیں ہے کیونکہ یہاں پارلیمان یا شوریٰ اللہ تعالیٰ کی حکومت یا فرمان الٰہی کے تابع ہے''۔ مزید برآں جیسا کہ مصنف وضاحت کرتے ہیں' کامیاب انتخابی نتائج کے لیے اقتصادی مساوات [یہاں ''عدل'' بہتر ہے] اور بلند شرح خواندگی ضروری ہے تاکہ ووٹر یا رائے دہندگان اپنے نمایندے بغیر کسی خوف یا لالچ کے چن سکیں۔ لیکن ایسے معاشرے میں جہاں لوگوں کو معمولی ترغیبات کے ذریعے خریدنا بے حد آسان ہو' اور جہاں ناخواندگی' جہالت اور پسماندگی چھائی ہوئی ہو' وہاں لوگوں کو سستے اقتصادی نعروں یا مذہبی نعروں اور جھوٹے وعدوں اور امیدوں کے ذریعے فریب دے کر گمراہ کیا جا سکتا ہے۔ مصنف' بجا طور پر کہتے ہیں: ہمارا گذشتہ نصف صدی کا تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ اس طریقہ کار کے ذریعے جاگیرداروں' اور پیشہ ور سیاسی بازی گروں کی ایک بڑی تعداد (جن میں اکثر لوٹے بھی